محمد اسحاق بھٹی

امام سفیان ثوری رح

(۲)

ذریعۂ معاش

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ ان کا رأس المال کم وبیش دو سو دینار تھے۔ یہ رقم انھوں نے یمن میں اپنے بعض قرابتداروں کو تجارت کے لیے دے رکھی تھی۔ حج کے موقع پر ہر سال یہ اُن سے ملتے اور حساب کرکے منافع وصول کر لیتے۔ ملوک وامرا میں سے کسی سے انھوں نے تحفہ یا عطیہ کی صورت میں کبھی کوئی چیز وصول نہیں کی۔

طبقات ابن سعد میں مرقوم ہے کہ صرف ایک مرتبہ کچھ رقم لی اور پھر واپس کر دی۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص نے (باختلاف روایات) دس ہزار درہم کی ایک تھیلی یا دو دو ہزار درہم کی دو تھیلیاں پیش کیں۔ اس شخص کا والد سفیان کا گہرا دوست تھا جس کے ہاں سفیان دن کو آتے اور آرام فرمایا کرتے تھے۔ اس کی بھی سفیان کے ہاں آمد و رفت تھی۔ اس شخص نے کہا "ابوعبداللہ آپ میرے باپ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔؟" سفیان نے اس کی تعریف کی اور فرمایا "اللہ آپ کے باپ پر رحم وکرم کی بارش کرے۔" اور اس کے حسنِ اخلاق اور بہتر تعلقات کے واقعات بیان کیے۔ ان کی باتوں اور اپنے باپ سے اُن کے حسنِ مراسم کی اس نوعیت سے متاثر ہو کر اس نے عرض کیا۔ "ابوعبداللہ! آپ کو معلوم ہے، مَیں اس مال کا مالک ہوں اور یہ میرے کسبِ حلال کا نتیجہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ اسے قبول فرمائیں اور اس سے اپنے اہل وعیال کی امداد کریں۔" سفیان نے یہ مال لے لیا اور وہ شخص چلا گیا لیکن ابھی وہ شخص دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ اپنے بھائی مبارک کو اس کے پیچھے بھیجا، اسے واپس بلایا اور کہا "میرے بھتیجے مَیں چاہتا ہوں تم یہ مال مجھ سے لے لو۔ مَیں نے تمھاری دل شکنی نہیں کی اور تم سے لے لیا۔

اب میری خواہش ہے کہ تم اسے لے جاؤ۔"

اس نے کہا: "ابوعبداللہ! کیا آپ اسے مشتبہ سمجھتے ہیں؟" فرمایا نہیں۔ "ایسی کوئی بات نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ تم اسے لے جاؤ۔" کچھ دیر دونوں اسی طرح بحث و تکرار کرتے رہے، بالآخر اس نے مال واپس لے لیا۔

مبارک کہتے ہیں، وہ شخص چلا گیا تو میرے دل میں ایک بات آئی جسے میں ضبط نہ کر سکا۔ میں سفیان کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا "برادر بزرگ! آپ پر سخت افسوس ہے۔ آپ کا دل کس چیز کا بنا ہوا ہے؟ کیا یہ پتھر کا ہے؟ کیا آپ کے اہل و عیال نہیں ہیں؟ کیا آپ کو مجھ پر رحم نہیں آتا؟ کیا آپ اپنے بھائیوں پر ترس نہیں کرتے۔ آپ کو اپنے بچوں سے محبت نہیں؟" میں نے ایک دم یکے بعد دیگرے اس طرح کے بہت سے سوال کر ڈالے اور میری تمام باتیں سننے کے بعد انھوں نے جواب دیا "تم اسے آرام سے کھا لوگے۔ میں جا کر اس سے مانگ لاتا ہوں لیکن یہ ہمیشہ تو نہیں رہے گا"

یہ واقعہ تاریخ بغداد میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

اسی طرح تقدمۃ الجرح والتعدیل میں لکھا ہے کہ والیٔ مکہ محمد بن ابراہیم نے دو سو دینار بھیجے۔ مگر انھوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ ابن عیینہ نے جو اس وقت ان کی مجلس میں موجود تھے، کہا "شاید آپ اسے حلال نہیں سمجھتے۔" فرمایا "حلال کیوں نہیں سمجھتا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نظروں میں ذلیل قرار دیا جاؤں۔"

انھیں کوفہ کے محکمۂ قضا کی پیش کش کی گئی تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ علما نے اس انکار کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ یہ نہیں چاہتے تھے اس حکومت سے تعاون کیا جائے جو جبر و ظلم کی بنیادوں پر قائم کی گئی ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اس عہدہ میں فکر و عمل کی آزادی باقی نہیں رہتی۔ تیسرے یہ کہ اس دور کے اہل کار سلاطین کے اشاروں کے مطابق فیصلے صادر کرتے تھے اور سفیان کو یہ گوارا نہ تھا کہ اپنی حق گوئی اور صدقِ مقال کو مجروح ہونے دیں۔

کوفہ سے نکلنے کی وجہ

تاریخ بغداد، الانساب اور تہذیب التہذیب میں مذکور ہے کہ ۱۴۰ یا ۱۴۱ھ میں ابوجعفر منصور خلیفہ مقرر ہونے کے بعد حج کے لیے گیا تو مقام منیٰ میں اس کی ثوری سے ملاقات ہوئی

ثوری کہتے ہیں "میں نے اس سے کہا۔ اللہ سے ڈرو، تم اس منصب پر مہاجرین اور انصار کی تلواروں کے زور سے پہنچے ہو۔ لیکن آج ان کے بیٹے بھوک سے مر رہے ہیں۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو پندرہ دینار سے زیادہ خرچ نہیں کیا تھا اور اس درخت کے نیچے ان کا قیام تھا۔" منصور نے ثوری کو جواب دیا "تم چاہتے ہو۔ میں تمھارے جیسا ہو جاؤں؟" ثوری کہتے ہیں میں نے کہا "میں نہیں چاہتا کہ میرے جیسے ہو جاؤ ـــ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی اس شانِ بلند سے نیچے اترو اور میرے مرتبہ سے اوپر ہو جاؤ۔" یہ سن کر منصور سخت خفا ہوا اور کہا "باہر نکل جاؤ" چنانچہ ثوری باہر نکل گئے۔ بعد ازاں وہ کوفہ آیا تو اس نے ثوری سے اسی ظلم و ستم اور جبر و قہر کا برتاؤ کیا جو عام مسلمانوں کے ساتھ روا رکھتا تھا۔ اس نے عرصہ تک ثوری کو نشانۂ ستم بنائے رکھا۔ بالآخر گرفتاری کا حکم دیا لیکن جب ثوری کو گرفتاری کا علم ہوا تو وہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۵۵ھ (۷۶۱ء) کو کوفہ سے نکل کھڑے ہوئے اور پھر تادمِ واپسیں کوفہ میں نہیں آئے۔ اس وقت معدان ان کے ساتھ تھا اور ظہر کا وقت تھا۔ کوفہ سے نکلتے ہوئے معدان سے کہا "معدان میں نے اپنے پیچھے کسی ایسے آدمی کو نہیں چھوڑا جسے ثقہ قرار دوں اور نہ اپنے آگے جہاں جا رہا ہوں کسی کو ثقہ پاؤں گا"، ان کا مطلب ثقاہتِ دین تھا۔

ورودِ مکّہ

امام سفیان ثوری کوفہ سے حج کے لیے مکہ مکرمہ گئے۔ وہاں ثوری اور امام اوزاعی، مفضل بن مہلہل کے مکان پر جمع ہوئے۔ اس سال امیرِ حج عبد الصمد بن علی ہاشمی تھے مفضل کہتے ہیں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے پوچھا "کون؟" جواب آیا "امیر۔!" جواب سنتے ہی ثوری اپنی جگہ سے اٹھے اور باہر نکلنے والے دروازے میں داخل ہو گئے۔ اتنے میں اوزاعی امیر کے استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ ان کو دیکھ کر امیرِ حج عبد الصمد نے کہا۔ "شیخ آپ کون ہیں؟" فرمایا۔ "ابو عمرو اوزاعی۔!"

کہا۔ "اللہ آپ کو خیریت سے رکھے، آپ نے تکلیف فرمائی۔ آپ خط لکھ دیتے، آپ کی ضروریات پوری کر دی جاتیں۔ لیکن یہ فرمایئے سفیان ثوری نے کیا کیا۔؟" اوزاعی کہتے ہیں میں نے عرض کیا "کچھ نہیں وہ ذرا باہر نکلنے والے دروازے میں داخل ہوئے ہیں۔" یہ کہہ کر اوزاعی

سفیان کے پیچھے گئے۔ عبدالصمد بن علی نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا۔" کیا آپ کا مقصد بھی وہی ہے جو سفیان کا ہے۔؟"

سفیان نے یہ بات سنی تو غصّے کے عالم میں امیر کے سامنے آئے اور کہا۔

" السلام علیکم۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔؟"

عبدالصمد بن علی نے نرم لہجہ میں عرض کیا۔" ابو عبداللہ میں اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے مناسکِ حج ضبطِ تحریر میں لاؤں۔"

سفیان نے کہا۔" کیا میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جو آپ کے لیے مفید ہو۔؟"

کہا۔" وہ کیا۔؟"

فرمایا۔" جس منصب پر فائز ہو، اسے چھوڑ دو۔"

کہا۔" تو امیرالمؤمنین ابوجعفر کا کیا کروں۔؟"

فرمایا۔" اگر تم اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کا فیصلہ کر لو تو اللہ تمھیں ابوجعفر سے بے نیاز کر دے گا۔"

اوزاعی نے سفیان سے کہا۔" ابو عبداللہ! یہ لوگ ہم سے اسی صورت میں خوش رہ سکتے ہیں کہ ہم ان کا احترام کریں۔"

فرمایا۔" ابو عمرو۔ میرا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس انداز سے ان کی تادیب کی جائے۔"

مفضل (جن کے مکان پر یہ گفتگو ہو رہی تھی) کہتے ہیں" میں اس اثنا میں اوزاعی کی طرف متوجہ ہوا تو انھوں نے کہا۔" چلو یہاں سے نکلیں۔ ایسا نہ ہو، یہ شخص (یعنی عبدالصمد بن علی) کسی ایسے شخص کو یہاں بھیجدے جو ہماری گردنوں میں رسّی ڈال لے۔ سفیان کو تو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔"

ابوجعفر کی طرف سے قید کا حکم

جب ابوجعفر منصور کو یقین ہو گیا کہ ثوری حکومت پر تنقید کرنے سے باز نہیں آئیں گے تو اس نے ان کو قید کرنے کا فیصلہ کر لیا اور والیٔ مکہ محمد بن ابراہیم کو چار آدمیوں کی گرفتاری

کا حکم دیا، جن میں سے ایک خاندان ابی طالب کے ایک شخص تھے جو مکہ میں مقیم تھے۔ دوسرے ابن جریج، تیسرے عباد بن کثیر اور چوتھے سفیان ثوری۔ چنانچہ انھیں گرفتار کر لیا گیا اور پھر ابوجعفر سے پوچھے بغیر ہی رہا کر دیا گیا، جس کا ابوجعفر کو بہت رنج -

تختۂ دار پر لٹکا دینے کا حکم

ابوجعفر کو اپنی اس ناکامی اور سفیان ثوری کی رہائی کی انتہائی تکلیف تھی، وہ ۱۵۸ ھ (۷۷۴ء) میں مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوا اور ایک شخص کو پھانسی کی لکڑی گاڑنے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ "اگر سفیان ثوری کو پاؤ تو اس کو تختۂ دار پر لٹکا دو۔" چنانچہ پھانسی تیار کی گئی اور سفیان کو اس حال میں لایا گیا کہ ان کا سر فضیل بن عیاض کے ہاتھوں میں اور پاؤں ابن عیینہ کے ہاتھوں میں تھے اور وہ ان سے کہہ رہے تھے "ابوعبداللہ! تم دشمنوں کو ہم پر سب و شتم کا موقعہ نہ دو ــــ؟" ابوسفیان کعبۃ اللہ کے پردہ کی طرف بڑھے اور اسے پکڑ کر کہا "اگر اس (کعبۃ اللہ) میں ابوجعفر داخل ہو گیا تو میں اس سے اظہار برأت کرتا ہوں۔" چنانچہ ابوجعفر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی موت کی وادی میں پہنچ گیا۔ تاریخ بغداد اور تہذیب التہذیب وغیرہ کتب رجال و سیر میں مرقوم ہے کہ ابوجعفر کی موت کی اطلاع سفیان کو دی گئی، لیکن وہ خاموش رہے۔

مہدی کے دربار میں

۱۵۸ ھ میں ابوجعفر کی موت کے بعد سفیان ثوری نے اپنے اس انداز کو بدلا اور خیال کیا کہ ان کے اور حکومت وقت کے درمیان جو اختلافات چلے آ رہے تھے وہ ابوجعفر کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہیں۔ مکہ میں روپوشی کے زمانے میں ان کو سخت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ مصائب و مشکلات کا یہ تسلسل باقی رہے چنانچہ کچھ لوگ انھیں خلیفہ مہدی کے پاس لے گئے۔ انھوں نے مہدی کو سنت کے مطابق سلام کیا۔ اس وقت ربیع تلوار سے ٹیک لگائے مہدی کی پشت پہ کھڑا اس کی حفاظت کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ مہدی ثوری کی طرف مسرت سے مسکراتے ہوئے متوجہ ہوا اور کہا۔ "ثوری! تم یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں بھاگتے پھرے تم اس وہم میں مبتلا تھے کہ ہم تمھیں کوئی تکلیف پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اب تو تم ہمارے قابو

میں ہو، کیا تمھیں یہ خطرہ نہیں کہ ہم تمھارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کر سکتے ہیں"۔
سفیان نے جواب دیا "اگر تم میرے بارے میں کوئی فیصلہ صادر کرو گے، تو تمھارے متعلق وہ اللہ فیصلہ کرے گا جو قادر مطلق، بادشاہوں کا بادشاہ اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے"۔

سفیان کے اس جواب پر ربیع نے مہدی سے کہا "اس کندۂ ناتراش کی یہ جرأت کہ آپ کے حضور اس گستاخی سے پیش آئے۔ مجھے اجازت دیجیے، اس کی گردن تن سے جدا کر دوں"۔
مہدی نے اس کو ڈانٹتے ہوئے کہا "تم خاموش رہو، یہ اور اس قسم کے لوگ چاہتے تو یہی ہیں کہ ہم انھیں موت کے گھاٹ اتار دیں، مگر اُن کی نیکی اور سعادت ہماری راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ ان کو یہ پروانہ لکھ کر دو کہ آپ کو کوفہ کے عہدۂ قضا پہ متمکن کیا جاتا ہے اور یہ بھی لکھو کہ آپ ہمارے اس فیصلے پر اعتراض نہیں کر سکتے۔
چنانچہ مہدی کے حکم سے ربیع نے یہ تحریر لکھ کر ثوری کو دی۔ انھوں نے تحریر ہاتھ میں پکڑی اور دربار سے باہر نکل کر دریائے دجلہ کے کنارے آئے اور اس میں پھینک کر چلے گئے پھر ان کو مملکت کے تمام شہروں میں تلاش کیا گیا لیکن کہیں سُراغ نہ ملا۔ ان کے انکار کے بعد شریک بن عبداللہ نخعی کو کوفہ کی مسندِ قضا پہ متعین کیا گیا۔

طلبِ ثوری کے لیے مہدی کا حکم

طبقاتِ ابن سعد میں ہے کہ ثوری کے اس طرح رُوپوش ہو جانے سے مہدی بڑا غضبناک ہوا اور اس نے حکم دیا کہ اسے پکڑ کر میرے سامنے پیش کیا جائے۔ لیکن اس اثنا میں ثوری مکہ مکرمہ جا چکے تھے۔ اب مہدی نے والیٔ مکہ محمد بن ابراہیم کو لکھا کہ ثوری کو جتنی جلدی ہو سکے گرفتار کر لیا جائے اور میرے حضور لایا جائے۔ والیٔ مکہ نے سفیان کو پیغام بھیجا اور صورتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا "اگر آپ عوام کے سامنے آنا چاہتے ہیں تو آجائیے تاکہ میں آپ کو خلیفہ کے حضور پیش کر دوں۔ اور اگر یہ منظور نہیں تو چھپ جائیے"۔ چنانچہ سفیان چھپ گئے۔ مگر والیٔ مکہ مجبور تھا، اور اسے صحیح طور سے علم بھی نہ تھا کہ سفیان مکہ میں کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے مکہ کے گلی کوچوں میں منادی کرائی کہ جو شخص سفیان کو تلاش کر کے لائے گا، اس کو اتنا اور اتنا

انعام دیا جائے گا۔ مگر سفیان رُوپوش رہے اور صرف اہلِ علم اور ان لوگوں کے سامنے آتے، جن سے کوئی خطرہ نہ تھا۔

مکہ میں ان کی رُوپوشی کا یہ دور ان کے لیے سخت تکلیف کا دور تھا اور وہ فقر و فاقہ کے شکار تھے۔ ایک مرتبہ ان کی بہن نے ابوشہاب حناط کو ایک تھیلی میں کھانے کی کچھ چیزیں دے کر ان کے پاس بھیجا۔ ابوشہاب نے مکہ کے مختلف لوگوں سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو ایک شخص نے بتایا کہ وہ کبھی کبھی کعبۃ اللہ کے عقب میں اس مقام پر بیٹھا کرتے ہیں جو باب الحناطین سے متصل ہے۔ ابوشہاب کا کہنا ہے کہ میں وہاں پہنچا تو انھیں سیدھے لیٹے ہوئے پایا۔ وہ میرے دوست تھے۔ مَیں نے انھیں سلام کیا۔ لیکن خاموش رہے۔ نہ میرے ساتھ کوئی بات کی اور نہ سلام کا جواب دیا۔ ظاہر ہے، میں ان سے اس بے نیازی کی توقع نہ رکھتا تھا۔ مَیں نے ان سے کہا۔ "مجھے آپ کی بہن نے یہ تھیلی دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اس میں کھانے کی کچھ چیزیں ہیں۔" اب وہ جلدی سے اُٹھے، میری طرف دیکھا، سیدھے بیٹھ گئے۔ مَیں نے کہا۔ "ابوعبداللہ! میں آپ کا دوست ہوں۔ مَیں آپ کے پاس آیا۔ سلام کیا، خیریت پُوچھی، آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن جب یہ کہا کہ آپ کے لیے کھانے کی مختلف چیزوں سے بھری ہوئی تھیلی لے کر آیا ہوں تو اُٹھ کر بیٹھ گئے اور باتیں شروع کر دیں۔" فرمایا۔ "ابوشہاب! مجھے ہدفِ طعن نہ ٹھہراؤ۔ تین دن سے مَیں نے کوئی چیز چکھ کر بھی نہیں دیکھی۔" ابوشہاب کہتے ہیں۔ یہ بات سُن کر مجھے ان پر بہت ترس آیا اور مَیں نے معذرت طلب کی۔

مکہ مکرمہ میں مہدی سے ملاقات

۱۶۰ھ میں مہدی حج کے موقع پر مکہ مکرمہ آیا تو لوگوں کا ایک ہجوم اس کے ساتھ تھا۔ سفیان ثوری آئے تو اس سے بھی وہی بات کہی جو اس سے قبل ابوجعفر منصور سے کہی تھی۔ یعنی یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو پندرہ دینار خرچ کیے تھے، اور تم نے حج کیا ہے تو لوگوں کا بیت المال خرچ کر ڈالا۔" اس نے بھی وہی جواب دیا جو منصور نے دیا تھا کہ "تم کیا چاہتے ہو، تمھارے جیسا ہو جاؤں؟" فرمایا۔ "نہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ میری حیثیت سے بڑھ کر رہو اور اپنی اس موجودہ حیثیت سے نیچے اُتر آؤ۔"

مہدی کے وزیر ابو عبید اللہ نے جو اس وقت اس مجلس میں موجود تھا، سفیان سے کہا "ابو عبداللہ! ہمیں تمھارے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ہم نے انھیں ملک میں نافذ کر دیا ہے" فرمایا: "یہ کون شخص ہے؟" مہدی نے کہا "میرا وزیر ابو عبید اللہ!" فرمایا۔ "اس سے بچ کر رہو۔ یہ جھوٹا ہے میں نے تو جو کچھ لکھا، آپ کی طرف لکھا ہے نہ کہ اس کی طرف" یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا "ابو عبداللہ! کہاں جا رہے ہو ۔؟ کہا۔ "آتا ہوں" بات یہ تھی کہ جب وہ کھڑے ہو کر باہر نکلے تو جوتی اندر ہی چھوڑ گئے تھے اور برہنہ پا تھے۔ دوبارہ آئے، جوتی پہنی اور چلے گئے۔ مہدی انتظار کرتا رہا۔ مگر وہ واپس نہیں آتے۔ مہدی حیران تھا کہ جب ہم سے آنے کا وعدہ کر گئے ہیں تو کیوں نہیں آتے۔ اس سے کہا گیا کہ آئے تو تھے لیکن جوتی لینے کے لیے۔ اس پر مہدی بہت خفا ہوا اور کہا "میں سب کو امان دیتا ہوں مگر سفیان ثوری اور یونس بن فردہ زندیق کو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔ وہ مسجد حرام میں پناہ گزین ہیں" بعد ازاں سفیان بصرہ چلے گئے اور تمام عمر وہیں رہے۔

بصرہ میں

طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق بصرہ میں وہ یحییٰ بن سعید قطان کے مکان کے قریب قیام پذیر ہوئے اور بعض اہلِ محلہ سے پوچھا: "کیا اصحاب حدیث میں سے کوئی تمھارے قرب وجوار میں مقیم نہیں؟" انھوں نے کہا "یحییٰ بن سعید ہیں" فرمایا۔ "انھیں میرے پاس لاؤ" وہ آئے تو کہا۔ "ہم یہاں چھ سات روز سے مقیم ہیں" یحییٰ انھیں اپنے پڑوس میں لے گئے اور ان کے اور اپنے مکان کے درمیان دروازہ کھول دیا۔ ان کے پاس بصرہ کے محدث آتے، سلام کرتے اور احادیث سنتے۔ جن میں سے جریر بن حازم، مبارک بن فضالہ، حماد بن سلمہ اور حماد بن زید وغیرہ حضرات خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں ۔ عبدالرحمٰن بن مہدی ان کے پاس آئے تو اس درجہ متاثر ہوئے کہ انھیں کے ہو رہے۔ یہ ان سے احادیث لکھا کرتے تھے۔ انھوں نے ابو عوانہ سے بھی ان کی مجلس میں آنے کی درخواست کی، مگر انھوں نے انکار کر دیا اور کہا۔ "جو شخص مجھ سے متعارف نہیں میں اس کے پاس کیسے جاؤں" ابو عوانہ نے یہ جملہ اس لیے کہا کہ سفیان کے قیام مکّہ کے زمانے میں ایک روز ابو عوانہ نے ان کو سلام کیا مگر انھوں نے

جواب نہیں دیا۔ اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا "میں انھیں پہچانتا ہی نہیں ہوں" قیام بصرہ کے دوران میں جب سفیان کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ یحییٰ بن سعید سے ان کا قرب لوگوں میں مشہور ہو جائے گا تو کہا "مجھے یہاں سے کہیں اور منتقل کر دیا جائے۔" چنانچہ یحییٰ نے ان کو ہیثم بن منصور اعرجی کے مکان میں منتقل کر دیا۔ اس کے بعد وہ انھیں کے ہاں مقیم رہے۔

خلیفہ اور ثوری کے درمیان خط و کتابت

قیام بصرہ کے زمانہ میں حماد بن زید نے ان سے خلیفہ سے انقطاعِ تعلق کے مسئلہ پہ گفتگو کی تو فرمایا "ہم اس سے کسی قسم کا خطرہ محسوس نہیں کرتے۔" چنانچہ سفیان اور حماد بن زید دونوں خلیفہ کے پاس بغداد جانے پر متفق ہو گئے اس سلسلے میں سفیان نے مہدی کو (یا یعقوب بن داؤد کو) خط لکھا۔ جس کا آغاز اپنے نام سے کیا۔ انھیں بتایا گیا کہ وہ اس پر خفا ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ شروع خط میں انھیں کا نام لکھا جائے۔ چنانچہ سفیان نے انھیں کے نام سے خط کی ابتدا کی اس خط کا بہت اچھا جواب آیا اور سفیان اس سے بڑے خوش ہوئے۔ جواب میں ان کے لیے عزت و احترام کے الفاظ استعمال کیے گئے تھے اور سمع و طاعت کا ذکر تھا۔

وفات

اس خط کے بعد وہ خلیفہ کے پاس بغداد جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ بیمار ہو گئے اور بیماری نے شدت اختیار کر لی اور آخری وقت قریب آگیا۔ جب موت کا احساس تیز ہوا تو زبان سے کچھ تکلیف کے کلمات نکلے جس پر مرحوم بن عبدالعزیز نے کہا۔ "ابو عبداللہ! یہ جزع کس بات کی۔ آپ تو اس پروردگار کے حضور جا رہے ہیں، جس کی ہمیشہ عبادت کرتے رہے ہیں۔" یہ بات سن کر دل کو کچھ اطمینان ہوا اور فرمایا۔ "اصحاب کوفہ میں سے یہاں کون کون حضرات موجود ہیں۔" ان کو بلایا گیا تو عبدالرحمٰن بن عبدالملک اور ابوبکر بن عیاش کے بھائی حسن بن عیاش آئے۔ حسن بن عیاش کو اپنے ترکہ کے بارے میں اور عبدالرحمٰن بن عبدالملک کو اپنا نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت کی۔ یہ دونوں حضرات ان کے انتقال تک قریب کھڑے رہے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ سفیان ثوری کی وفات شعبان ۱۶۱ھ (۷۷۸ء) میں ہوئی۔ اور ایک روایت کے مطابق انھوں نے ۱۶۲ھ (۷۷۹ء) میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ (مقتبس)